بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

اللہ جلشانہ کی قسم دے کر مولوی سیّد محمد نذیر حسین صاحب کی خدمت میں بحث حیات و ممات مسیح ابن مریم کیلئے

درخواست

انعام — انعام فی حدیث و فی آیت پچیس روپیہ بابت پوری کرنے شرط کے مولوی سید نذیر حسین صاحب کو دیا جائے گا۔ فقط

اطلاع — آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۹۱ء بحث کیلئے مقرر کر لیں یا ۱۹ یا ۲۰ اور کل تک تاریخ منظور کردہ کی اشاعت کیلئے اطلاع دیں اور اگر خاموش رہے تو گریز تصور کیا جائے گا

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

اے مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب۔ آپ نے اور آپ کے شاگردوں نے دنیا میں شور ڈال دیا ہے کہ یہ شخص یعنے یہ عاجز دعویٰ مسیح موعود ہونے میں مخالف قرآن وحدیث بیان کر رہا ہے۔ اور ایک نیا مذہب و نیا عقیدہ نکالا ہے جو سراسر مغائر تعلیم اللہ و رسول اور بہ بداہت باطل ہے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اُٹھائے گئے اور پھر کسی وقت آسمان پر سے زمین پر تشریف لائیں گے۔ اور ان کا فوت ہو جانا مخالف نصوص قرآنیہ واحادیث صحیحہ ہے۔ سو چونکہ آپ نے مجھے اس دعوے میں مخالف قرآن وحدیث قرار دے دیا ہے جس کی وجہ سے ہزارہا مسلمانوں میں بدظنی کا فتنہ برپا ہو گیا ہے۔ لہذا آپ پر فرض ہے کہ مجھ سے اس بات کا تصفیہ کر لیں کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے میں مَیں نے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا ہے یا آپ ہی چھوڑ

بیٹھے ہیں۔ اور اس قدر تو خود میں مانتا ہوں کہ اگر میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا مخالف نصوص بیّنہ قرآن و حدیث ہے اور در اصل حضرت عیسٰےؑ ابن مریم آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہیں جو پھر کسی وقت زمین پر اُتریں گے تو گو یہ میرا دعویٰ ہزار الہام سے مؤید اور تائید یافتہ ہو اور گو نہ صرف ایک نشان بلکہ لاکھ آسمانی نشان اس کی تائید میں دکھاؤں۔ تاہم وہ سب ہیچ ہیں۔ کیونکہ کوئی امر اور کوئی دعوے اور کوئی نشان مخالف قرآن اور احادیث صحیحہ مرفوعہ ہونے کی حالت میں قابل قبول نہیں۔ اور صرف اس قدر ماننا ہوں بلکہ اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر آپ یا حضرت!! ایک جلسہ بحث مقرر کرکے میری دلائل پیشکردہ جو صرف قرآن اور احادیث صحیحہ کی رو سے بیان کروں گا توڑ دیں اور ان سے بہتر دلائل حیات مسیح ابن مریم پر پیش کریں اور آیات صریحہ بیّنہ قطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ کے منطوق سے حضرت مسیح ابن مریم کا بجسدہ العنصری زندہ ہونا ثابت کردیں تو میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور تمام کتابیں جو اس مسئلے کے متعلق تالیف کی ہیں جس قدر میرے گھر میں موجود ہیں سب جلا دوں گا اور بذریعہ اخبارات اپنی توبہ اور رجوع کے بارے میں عام اطلاع دے دوں گا۔ ولعنۃ اللّٰہ علی الکاذب یخفی فی قلبہ ما یخالف بیان لسانہ۔ مگر یہ بھی یاد رکھیئے کہ اگر آپ ہی مغلوب ہوگئے اور کوئی صریحۃ الدلالت آیت اور حدیث صحیح مرفوع متصل پیش نہ کرسکے تو آپ کو بھی اپنے اس انکار شدید سے توبہ کرنی پڑیگی۔ واللّٰہ یحب التوابین۔ اب میں یا حضرت!! آپ کو اس رب جلیل تعالےٰ و تقدس کی قسم دیتا ہوں جس نے آپ کو پیدا کرکے اپنی بے شمار نعمتوں سے ممنون فرمایا کہ اگر آپ کا یہی مذہب ہے کہ قرآن کریم میں مسیح ابن مریم کی زندگی کے بارے میں آیات صریحہ بیّنہ قطعیۃ الدلالت موجود ہیں اور ان کی تائید میں احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ اپنے منطوق سے شہادت دیتی ہیں جن کی وجہ سے آپ کو میرے الہامی دعوے کی نسبت مومنانہ حسن ظن کو الوداع کہہ کر سخت انکار کرنا پڑا تو اس خداوند کریم سے ڈر کر جس کی میں نے ابھی آپ کو قسم دی ہے میرے ساتھ اظہاراً للحق

بحث کیجئے۔ آپ کو اس بحث میں کچھ بھی تکلیف نہیں ہوگی۔ اگر کوئی عدالت گورنمنٹ برطانیہ کی کسی دنیوی مقدمہ میں آپ سے کسی امر میں اظہار لینا چاہے تو آپ جس قدر عدالت چاہے ایک مبسوط بیان لکھوا سکتے ہیں۔ بلکہ بلا توقف تاریخ مقررہ پر حاضر ہوجائیں گے۔ اور بڑی شدّ و مد سے اظہار دیں گے۔ ماشاءاللہ درس قرآن و حدیث روز جاری ہے۔ آواز بلند ہے۔ طاقتیں قایم ہیں۔ اور آپ کو بوجہ توغل زمانہ دراز کے احادیث نبویہ و قرآن کریم حفظ کی طرح یاد ہیں۔ کوئی محنت اور فکر سوچ کا کام نہیں۔ تو پھر خدائے تعالیٰ کی عدالت سے کیوں نہیں ڈرتے اور سچی شہادت کو کیوں پیٹ میں دبائے بیٹھے ہیں۔ اور کیوں کچھ عذر اور حیلے و بہانے کر رہے ہیں کہ بحث کرنے سے مجبور ہوں۔ شیخ محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالمجید میری طرف سے بحث کریں گے۔ حضرت مجھے آپ کا وہ خط[۱] دیکھ کر کہ میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔ دوسروں سے کرو، رونا آیا۔ کیسا زمانہ آگیا کہ آجکل کے اکثر علماء فتنہ ڈالنے کے لئے تو آگے اور اصلاح کے کاموں میں پیچھے ہٹتے ہیں۔ اگر ایسے نازک وقت میں آپ اپنے وسیع معلومات سے مسلمانوں کو فائدہ نہیں پہنچائیں گے تو کیا وہ معلومات آپ قبر میں لے جائیں گے۔ آپ بقول بٹالوی صاحب شیخ الکل ہیں۔ شیخ الکل ہونے کا دعوٰے کچھ چھوٹا دعویٰ نہیں۔ گویا آپ سارے جہان کے مقتدا ہیں اور بٹالوی اور عبدالمجید جیسے آپ کے ہزاروں شاگرد ہوں گے۔ اگر بٹالوی صاحب کو ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ ساکت کردیا جائے تو اس کا کیا اثر ہوگا۔ وہ شیخ الکل تو نہیں۔ غرض دنیا کی آپ پر نظر ہے۔ یقیناً سمجھو کہ اگر آپ نے اس بارے میں بذات خود بحث نہ کی تو خدا تعالیٰ سے ضرور پوچھے جاؤ گے۔ لب بام کی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ سفر آخرت بہت نزدیک

[۱] خط۔ بمطالعہ گرامی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔ بعد سلام مسنون۔ آپ کے خط دیروزہ کا جواب میری طرف سے میرے تلامذہ مولوی عبدالمجید صاحب اور مولوی ابوسعید محمد حسین دیں گے۔ آیندہ آپ مجھے اپنے جواب سے معاف رکھیں جو کچھ کہنا ہو انہیں سے کہیں اور ان ہی سے جواب لیں۔ راقم سید محمد نذیر حسین۔ ۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء

ہے۔ اگر حق کو چھپاؤ گے تو رب منتقم کے اخذ شدید سے ہرگز نہیں بچو گے۔ آپ کو بٹالوی شیخ
کے منصوبوں سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ وہ حضرت اس فطرت کے ہی آدمی نہیں کہ جو آپ کو محض للہ
بحث کرنے کے لئے صلاح دیویں۔ ہاں ایسے کام ان کو بخوبی آتے ہیں کہ فرضی طور پر ادھر اُدھر
مشہور کر دیا اور اپنے دوستوں کو بھی خبریں پہنچا دیں کہ ہم نے فتح پائی۔ ہم سے گریز کی۔ تاریخ مقررہ
پر نہ آئے۔ حیا شعبہ ایمان ہے۔ اگر بٹالوی صاحب کو دیانت اور راست بازی کا کچھ خیال ہوتا
تو ایسی دروغ بے فروغ باتیں مشہور نہ کرتے۔ یہ کس قدر مکر و فریب اور چالاکی ہے کہ سراسر بدنیتی
سے ایک یک طرفہ اشتہار جاری کر دیا اور محض فرضی طور پر مشتہر کر دیا کہ فلاں تاریخ میں بحث
ہوگی۔ اگر نیت نیک ہوتی تو چاہیئے تھا کہ مجھ سے اتفاق کر کے یعنی میری اتفاق رائے سے
تاریخ بحث مقرر کی جاتی تاکہ میں خانگی حفظ امن کے لئے انتظام کر لیتا اور جس تاریخ میں حاضر ہو
سکتا اسی تاریخ کو منظور کرتا۔ اور نیز چاہیئے تھا کہ پہلے امر قابل بحث صفائی سے طے ہو لیتا۔
غرض ضروری تھا کہ جیسا کہ مناظرات کے لئے دستور ہے فریقین کی اتفاق رائے اور دونوں فریق
کے دستخط ہونے کے بعد اشتہار جاری کیا جاتا۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور یونہی اُڑا دیا گیا کہ جلسہ
بحث میں حاضر نہیں ہوئے اور گریز کر گئے۔ اور شیخ الکل صاحب سے ڈر گئے۔ ناظرین سوچ
سکتے ہیں کہ یہ عاجز اسی غرض سے تو اپنا وطن چھوڑ کر دہلی میں غربت اور مسافرت کی حالت
میں آ بیٹھا ہے تا شیخ الکل صاحب سے بحث کر کے ان کی دیانت و امانت اور ان کی حدیث دانی اور
ان کی واقفیت قرآنی لوگوں پر ظاہر کر دیوے تو پھر اُن سے ڈرنے کے کیا معنے۔ غور کرنے کا
مقام ہے کہ اگر یہ عاجز شیخ الکل سے ڈر کر ان کی یک طرفہ تجویز کردہ جلسہ بحث میں حاضر نہیں
ہوا۔ تو اب شیخ الکل صاحب کیوں بحث سے کنارہ کش ہیں اور کیوں اپنے اس علم اور معرفت
پر مطمئن نہیں رہے جس کے جوش سے یک طرفہ جلسہ تجویز کیا گیا تھا۔ ہر یک منصف ان کے
پہلے یک طرفہ جلسہ کی اصل حقیقت اسی سے سمجھ سکتا ہے کہ اگر وہ جلسہ صحت نیت پر مبنی
تھا اور مکاری اور دھوکہ دہی کا کام نہیں تھا تو ان کا وہ پہلا جوش اب کیوں ٹھنڈا ہو گیا۔ اصل

بات یہ ہے کہ وہ یک طرفہ جلسہ محض شیخ بٹالوی کا ایک فریب حق پوشی کی غرض سے تھا۔ جس کی واقعی حقیقت کھولنے کے لئے اب شیخ الکل صاحب کو بحث کے لئے بُلایا جاتا ہے یکطرفہ جلسہ میں حاضر ہونا اگرچہ میرے پر فرض نہ تھا کیونکہ میری اتفاق رائے سے وہ جلسہ قرار نہ پایا تھا۔ اور میری طرف سے ایک خاص تاریخ میں حاضر ہونے کا وعدہ بھی نہ تھا مگر پھر بھی میں نے حاضر ہونے کے لئے طیاری کر لی تھی۔ لیکن عوام کے مفسدانہ حملوں نے جو ایک ناگہانی طور پہ کئے گئے۔ اس دن حاضر ہونے سے مجھے روک دیا۔ صدہا لوگ اس بات کے گواہ ہیں کہ اس جلسہ کے عین وقت میں مفسد لوگوں کا اس قدر ہجوم میرے مکان پر ہوگیا کہ میں ان کی وحشیانہ حالت دیکھ کر اوپر کے زنانے مکان میں چلا گیا۔ آخر وہ اسی طرف آئے اور گھر کے کواڑ توڑنے لگے اور یہانتک نوبت پہنچی کہ بعض آدمی زنانہ مکان میں گھس آئے۔ اور ایک جماعت کثیر نیچے اور گلی میں کھڑی تھی۔ جو گالیاں دیتے تھے اور بڑے جوش سے بدزبانی کا بخار نکالتے تھے۔ بڑی مشکل سے خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان سے رہائی پائی اور سخت مدافعت کے بعد یہ بلا دفع ہوئی۔

اب ہر ایک منصف مزاج سمجھ سکتا ہے کہ اس بلوہ عوام کی حالت میں کیونکر میں گھر کو اکیلا چھوڑ کر جلسۂ بحث میں حاضر ہو سکتا تھا۔ اب انصاف اور غور کا مقام ہے کہ میرے جیسے مسافر کی دہلی والوں کو ایسی حالت میں ہمدردی کرنی چاہیئے تھی نہ یہ کہ ایک طرف عوام کو ورغلا کر اور ان کو جوش دہ تقریریں سُنا کر میرے گھر کے اردگرد کھڑا کر دیا۔ اور دوسری طرف مجھے بحث کے لئے بُلایا اور پھر نہ آنے پر جو موانع مذکورہ کی وجہ سے تھا شور مچا دیا کہ وہ گریز کر گئے اور ہم نے فتح پائی۔ یہ کیسی اوباشانہ چال ہے۔ کیا یہ انسانیت ہے۔ کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ انہوں نے فتح پائی۔ کیا یہ مُرغوں اور بٹیروں کی لڑائی تھی یا اظہار حق کے لئے بحث تھی۔ اگر ایمانداری پر اس جلسہ کی بناء ہوتی تو عذر معقول سُنکر خود دوسری تاریخ بحث مقرر کرنے کے لئے راضی ہو جاتے۔

اور میں نے اسی روز یہ بھی سنا کہ راہ میں بھی امن نہ تھا اور مقام تجویز کردہ بحث میں عوام کی حالت قابل اطمینان نہ تھی اور عین جلسہ میں مخالفانہ باتیں تہمت اور بہتان کے طور پر عوام کو سُنا کر اُن کو بھڑکایا جارہا تھا۔ لیکن سب سے بڑھ کر جو بچشم خود صورت فساد دیکھی گئی وہ یہی تھی جو ابھی میں نے بیان کی ہے۔ اگر مولوی نذیر حسین صاحب کو یہ بلا پیش آتی تو کیا ان کی نسبت یہ کہنا جائز ہوتا کہ وہ بحث سے کنارہ کر گئے جس حالت میں یہ واقعات ایسے ہیں تو پھر کیسی بے شرمی کی بات ہے کہ اس غیر حاضری کو گریز پر حمل کیا جائے۔ اسے حضرت خدا تعالیٰ سے ڈریں اور خلاف واقعہ منصوبوں کو فتحیابی کے پیرایہ میں مشہور نہ کریں اب میں بفضلہ تعالےٰ اپنی حفاظت کا انتظام کر چکا ہوں اور بحث کے لئے طیار بیٹھا ہوں مصائب سفر اُٹھا کر اور دہلی والوں سے ہر روز گالیوں اور لعن طعن کی برداشت کر کے محض آپ سے بحث کرنے کے لئے اے شیخ الکل صاحب بیٹھا ہوں۔ یہ عذر کوئی عقلمند قبول نہیں کرے گا کہ آپ کے یک طرفہ جلسہ میں عاجز حاضر نہ ہو سکا۔ اگر آپ حق پر ہیں اور آپ کو اس بات کا یقین ہے کہ درحقیقت قرآن کریم کی آیات صریحہ قطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ کے منطوق سے حضرت مسیح ابن مریم کا زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اُٹھائے جانا متحقق اور ثابت شدہ امر ہے تو ایسی رکیک باتوں کا فتح نام رکھنا سخت نامردی ہے۔ بسم اللہ آئیے اور اپنا وہ عجیب ثبوت دکھلائیے۔ اگر آپ ایسے وقت میں جو تمام ملک ہند میں میری طرف سے بدلائل شافیہ یہ اشاعت ہو گئی ہے کہ درحقیقت مسیح ابن مریم کا زندہ بجسدہ العنصری اُٹھائے جانا قرآن وحدیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ فوت ہو چکا ہے اور جو شخص ان کی جسمانی دنیوی زندگی کا مدعی ہے وہ جھوٹا و کذاب ہے، میدان میں آکر حضرت مسیح ابن مریم کی جسمانی دنیوی زندگی کا ثبوت نہیں دیں گے۔ تو پھر آپ کس مرض کی دوا ہیں اور شیخ الکل کیوں اپنے شاگردوں سے کہلاتے ہیں حضرت بحث کرنے کے لئے باہر تشریف لائیے کہ میں بحث کے لئے تیار ہوں۔ آپ کیوں مقتدا اور شیخ الکل

ہونے کی حالت میں بحث کرنے سے کنارہ کرتے اور حق الامر کو چھپاتے ہیں اور حق کو اس کے ظہور سے روکتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ حق کھل جائے۔ آپ کو ڈرنا چاہیئے۔ یصدون عن سبیل اللہ کا مصداق نہ ہو جائیں۔ کیونکہ جس حالت میں آپ کے مقابل آنے سے حق کھلتا ہے اور آپ کوٹھری میں چھپے بیٹھے ہیں تو پھر آپ یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق ہوئے یا کچھ اور ہوئے۔ پس آپ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور بحث کے میدان میں آکر یہ کوشش کریں کہ حق کھل جائے اور گریز اور فرار اختیار نہ کریں یا یصدون عن سبیل اللہ کا مصداق نہ بن جائیں اور میں تو یا حضرت؟!! اس عظیم الشان بحث کے لئے حاضر ہوں اور ہرگز تخلف نہ کروں گا۔ لعنۃ اللہ علیٰ من تخلف وصد عن سبیل اللہ۔ **اب میں یا حضرت؟!!** پھر اللہ جلشانہٗ کی آپ کو قسم دے کر اس بحث کے لئے بلاتا ہوں جس جگہ چاہیں حاضر ہو جاؤں۔ مگر تحریری بحث ہوگی تا کسی محرّف کو تحریف کی گنجایش نہ ہو۔ اور ملک بند کے تمام اہل نظر کو رائے کرنے کے لئے وہی تحریرات یقینی ذریعہ مل جائے۔ آپ یقیناً یاد رکھیں کہ یہ آپ کی جھوٹی خوشی ہے اور یہ آپ کا غلط خیال ہے کہ یقینی اور قطعی طور پر مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اُٹھایا گیا ہے۔ جس دن بحث کے لئے آپ میرے سامنے آئیں گے اس دن تمام یہ خوشی رنج کے ساتھ مُبدّل ہو جائے گی۔ اور سخت رسوائی سے آپ کو اس قول سے رجُوع کرنا پڑے گا کہ درحقیقت آیات بیّنہ صریحہ وقطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ سے حضرت مسیح ابن مریم کی جسمانی زندگی ثابت ہے۔ اگرچہ آپ درس قرآن وحدیث میں ریش وبروت سفید کر بیٹھے ہیں۔ مگر حقیقت تک آپ کو کسی استاد نے نہیں پہنچایا اور مغز قال اللہ اور قال الرسول سے دُور مہجور و بےنصیب محض ہیں۔ آپ کو شرم کرنی چاہیئے کہ شیخ الکل ہونے کا دعویٰ اور پھر اس فضیحت کی غلطی کہ آپ یقین رکھتے ہیں کہ ایسی آیات صریحۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ موجود ہیں جن سے مسیح ابن مریم کا زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر جانا

ثابت ہوتا ہے۔ شاید ایسی حدیثیں آپ کی کوٹھری میں بند ہوں گی جو اب تک کسی پر ظاہر نہیں ہوئیں۔ اگر آپ کو کچھ شرم ہے تو اب بلا توقف بحث کے لئے میدان میں آجائیں تا سیہ رُو شود ہر کہ درو غش باشد۔ اگر آپ اس مسئلہ میں بحث کرنے کے لئے نہ آئے اور مفسد طبع ملاؤں پر بھروسہ رکھ کر کوٹھری میں چھپ گئے تو یاد رکھو کہ تمام ہندوستان و پنجاب میں ذلت اور بدنامی کے ساتھ آپ مشہور ہو جائیں گے اور شیخ الکل ہونے کی تمام رونق جاتی رہے گی۔ میں متعجب ہوں کہ آپ کس بات کے شیخ الکل ہیں۔ قرائن سے اس بات کا یقین آتا ہے کہ آپ نے ہی ایک بدزبان بٹالوی فطرت کے بگڑے ہوئے شیخ کو درپردہ سمجھا رکھا ہے کہ مساجد اور مجالس میں اور نیز آپ کے مکان پر علانیہ اس عاجز کو گالیاں دیا کرے چنانچہ اس نیک بخت کا یہی کام ہے کہ آپ کو تو ہر جگہ شیخ الکل کہہ کر دوسروں کی ہجو ملیح کرتا ہے اور اس عاجز کو جا بجا شیطان دجال بے ایمان کافر کے نام سے یاد کرتا ہے مگر درحقیقت یہ گالیاں اس کی طرف سے نہیں آپ کی طرف سے ہیں۔ کیونکہ اگر ذرہ سی بھی دھمکی آپ کی طرف سے ملتی تو وہ دم بخود رہ جاتا۔ بلکہ میں نے سُنا ہے کہ آپ اس شخص کے مخالف نہیں بلکہ ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں اور آپ پر واضح رہے کہ کسی قدر درشتی جو اس تحریر میں استعمال کی گئی ہے وہ درحقیقت آپ ہی کے اس شاگرد رشید کی مہربانی ہے۔ اور پھر بھی میں نے کما تُدین تُدان پر عمل نہیں کیا۔ کیونکہ سفہاء کی طرح سب و شتم میری فطرت کے مخالف ہے یہ شیوہ آپ اور آپ کے شاگردوں کے لئے ہی موزوں ہے۔ میں بفضلہ تعالیٰ جوش نفس سے محفوظ ہوں۔ میرے ہر ایک لفظ کی صحت نیت پر بنا رہے۔ آپ کے جگانے کے لئے کسی قدر بلند آواز کی ضرورت پڑی۔ ورنہ مجھے آپ لوگوں کی گالیوں پر نظر نہیں۔ کُلٌّ یعمل علٰی شاکلتہٖ والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی ۔

بالآخر یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کسی طرح سے بحث کرنا نہیں چاہتے تو ایک مجلس میں میرے تمام دلائل وفات مسیح سُن کر اللہ جلّ شانہٗ کی تین مرتبہ قسم کھا کر کہہ دیجئے کہ یہ

دلائل صحیح نہیں ہیں۔ اور صحیح اور یقینی امر یہی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان کی طرف اُٹھائے گئے ہیں اور آیات قرآنی اپنی صریح دلالت سے اور احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ اپنے کھلے کھلے منطوق سے اسی پر شہادت دیتی ہیں۔ اور میرا عقیدہ یہی ہے۔ تب میں آپ کی اس گستاخی اور حق پوشی اور بددیانتی اور جھوٹی گواہی کے فیصلہ کے لئے جناب الٰہی میں تضرع اور ابتہال کروں گا۔ اور چونکہ میری توجہ پر مجھے ارشاد ہو چکا ہے کہ ادعونی استجب لکم اور مجھے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر آپ تقویٰ کا طریق چھوڑ کر ایسی گستاخی کریں گے اور آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم کو نظر انداز کریں گے تو ایک سال تک اس گستاخی کا آپ پر ایسا کھلا کھلا اثر پڑے گا جو دوسروں کے لئے بطور نشان کے ہو جائیگا لہذا مناسب ہوں کہ اگر بحث سے کنارہ ہے تو اسی طور سے فیصلہ کر لیجئے تا وہ لوگ جو نشان نشان کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کوئی نشان دکھا دیوے۔ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین ۔

حلفی اقرار دربارہ ادائے پچیس روپیہ فی حدیث اور فی آیت بالآخر مولوی سید نذیر حسین صاحب کو یہ بھی واضح رہے کہ اگر وہ اپنے اس عقیدہ کی تائید میں جو حضرت مسیح ابن مریم بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے آیات صریحہ بیّنہ قطعیۃ الدلالت و احادیث صحیحہ متصلہ مرفوعہ مجلس مباحثہ میں پیش کر دیں جیسا کہ ایک امر کو عقیدہ قرار دینے کے لئے ضروری ہے یقینی اور قطعی ثبوت صعود جسمانی مسیح ابن مریم کا جلسہ عام میں اپنی زبان مبارک سے بیان فرما دیں تو میں اللہ جلشانہٗ کی قسم کھا کر اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ فی آیت و فی حدیث پچیس روپیہ اُن کی نذر کروں گا ۔

الناصح المشفق المشتہر المعلن مرزا غلام احمد قادیانی

(مطبوعہ مطبع گوہر ہند دہلی) ۱۷؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء

(یہ اشتہار ۲۲×۱۸/۴ کے دو صفحوں پر ہے)